زمینداروں کی اقتصادی مشکلات کا حل

از

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

زمینداروں کی اقتصادی حالت

کس طرح درست ہو سکتی ہے؟

وہ معرکۃ الآراء مضمون جو زمیندارہ کانفرنس منعقدہ لائلپور (۲۰'۲۱ جون ۱۹۳۱ء) میں پڑھا گیا اور جس میں زمینداروں کی مالی حالت درست کرنے کے متعلق بہترین و قابلِ عملدر آمد تجاویز مندرج ہیں۔

ملکی ترقی کیلئے نیک فال

برادران! مجھے اس بات کو معلوم کر کے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے کہ زمیندار جو اس بات میں بدنام ہیں کہ انہیں سوائے اپنے قریبی ضروریات کے اور کسی بات کی طرف توجہ نہیں ہوتی' اب اپنی حالت سدھارنے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور میں آپ کی موجودہ کانفرنس کو اپنے ملک کی ترقی کے لئے ایک نہایت ہی نیک فال سمجھتا ہوں۔

زمینداروں کے مقاصدِ اجتماع سے ہمدردی

گو میں اس علاقہ کا باشندہ نہیں ہوں جس علاقہ کے زمینداروں کی یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے لیکن بوجہ اس کے کہ میں خود زمیندار ہوں اور ہزار ہا آدمی میری جماعت کے اس علاقہ میں بستے ہیں جس کی طرف سے یہ کانفرنس منعقد ہوئی ہے مجھے آپ لوگوں کے اجتماع کے مقاصد سے پوری دلچسپی اور ہمدردی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جس خلوص نیت سے میں آپ لوگوں کو اپنے علم اور تجربہ کے مطابق اپنی اقتصادی حالت کی درستی

کی طرف توجہ دلاؤں گا اسی خلوصِ نیت کے ساتھ آپ لوگ بھی میری باتوں پر غور کریں گے۔ خواہ ان میں سے بعض باتیں آپ کے موجودہ خیالات کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔

ہر شُعبۂ زندگی میں دیانتداری مقدم رہے

سب سے پہلے میں آپ لوگوں سے یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ ہمیں زندگی کے ہر شُعبہ میں دیانتداری اور سچائی کو مقدم رکھنا چاہئے اور خواہ ہمارا مخاطب ہم سے کس قدر ہی اختلاف رکھتا ہو اس کی خوبیوں کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

گورنمنٹ اور زمیندار

پس گو اس وقت ہمارے اجتماع کی غرض یہ ہے کہ گورنمنٹ کے سامنے اپنی موجودہ حالت کو پیش کرتے ہوئے اس سے معاملہ اور آبیانہ کی کمی کا مطالبہ کریں لیکن ہمیں یہ امر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے کہ گورنمنٹ نے پچھلے تمام دستوروں کے خلاف اس سال معاملے اور آبیانے میں ایسی کمی کی ہے جسے ہم خواہ اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے کتنا ہی تھوڑا سمجھیں لیکن گورنمنٹ کے پچھلے عمل اور پچھلے طریق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑی کمی ہے۔

پس گو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کمی سے زمینداروں کی تکلیف دور نہیں ہو سکتی لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس کمی سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ گورنمنٹ نیک نیتی کے ساتھ زمینداروں کی تکالیف پر غور کرنے کیلئے تیار ہے۔

پس جہاں ہمیں گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ معاملہ اور آبیانہ میں اور کمی کرے وہاں ہمیں ہزایکسیلنسی دی گورنر ریونیو ممبر کا ممنون بھی ہونا چاہئے کہ انہوں نے قدیم روایات کے خلاف اور موجودہ حالت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ایک صحیح طرف قدم اٹھایا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نیت کی موجودگی میں جس کا گورنمنٹ نے اظہار کیا ہے اگر واقعات کو صحیح طور پر اور نڈر ہو کر گورنمنٹ کے سامنے رکھ دیا جائے تو گورنمنٹ ضرور موجودہ تکلیف کے دور کرنے کے لئے ایک اور قدم اُٹھائے گی اور زمیندار اس تباہی سے دوچار ہونے سے محفوظ ہو جائیں گے جو فقر اور فاقہ کی صورت میں ان کے سامنے آ رہی ہے۔

زمینداروں کی تکلیف کا اصلی باعث

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر گورنمنٹ معاملہ اور آبیانہ میں معتدبہ کمی کر دے تو زمینداروں کی موجودہ تکالیف میں ایک حد تک کمی آ جائے گی۔ لیکن ہمیں اس بات کو

نظرانداز نہیں کرنا چاہئے کہ زمینداروں کی مشکلات عارضی مشکلات نہیں ہیں اور کم سے کم ہم اپنے صوبے کے زمینداروں کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ جنگ اور جنگ کے بعد کے چند سالوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے زمینداروں کو کبھی بھی حقیقی خوشحالی نصیب نہیں ہوئی۔

پس اگر ہم زمینداروں کی حقیقی خوشحالی چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم اس امر پر غور کریں کہ اس تکلیف کے بواعث کیا ہیں اور ان کا علاج کیا ہے؟ اس سال کے معاملے کی تخفیف کا نتیجہ صرف اتنا نکلے گا کہ بہت سے زمیندار اس سال تکلیف سے بچ جائیں گے لیکن قوم کی موت بہرحال بُری ہے۔ اگر کوئی قوم ایک سال کی بجائے دس سال میں تباہ ہو جاتی ہے تو ہم اس پر خوش نہیں ہو سکتے۔ پس اس سال معاملے یا آبیانہ کی تخفیف اس تباہی سے زمینداروں کو نہیں بچا سکتی جو آہستگی سے لیکن یقینی طور پر ہر سال زیادہ سے زیادہ شدت کے ساتھ آکر انہیں ہلاکت کی طرف پہنچا رہی ہے۔

زمیندار قرض کی بلا میں

اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے ملک کے زمینداروں کا بیشتر حصہ مقروض ہے اور مقروض بھی اس قدر کہ اس قرض سے بچنے کی ان کے پاس کوئی بھی صورت نہیں اور ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمینداروں نے یہ قرض صرف شوق کے طور پر بڑھا دیا ہے۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ زمیندار بوجہ تعلیم کی کمی اور رسوم میں مبتلا ہونے کے قرضہ لینے میں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں لیکن یہ زمیندار کی کوئی خصوصیت نہیں ہے ہمارا سارا ملک تعلیم میں پیچھے اور رسوم کی بلا میں گرفتار ہے۔ لیکن باوجود اس کے زمینداروں کے سوا دوسرے طبقے اس قدر مقروض نہیں ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمینداروں کے مقروض ہونے کے بواعث تعلیم کی کمی اور رسوم کی پابندی کے سوا کچھ اور بھی ہیں۔ اور جب تک ہم تمام اس بات پر غور نہیں کریں گے اور ان کا علاج نہیں کریں گے اس وقت تک زمیندار کبھی بھی ان تکالیف اور دُکھوں سے نہیں بچ سکتے جن میں وہ آج کل ہر وقت مبتلا رہتے ہیں۔

پس میں زمینداروں کی اقتصادی حالت کی خرابی کے متعلق بحث کرتے ہوئے ان تمام ضروری امور کے متعلق روشنی ڈالوں گا جو مستقل طور پر یا عارضی طور پر زمینداروں کی اقتصادی حالت کی خرابی کا موجب ہو رہے ہیں۔ اور پھر میں وہ علاج بتاؤں گا جس کے ذریعہ سے ہم ان خرابیوں کو پورے طور پر یا ایک حد تک دور کر سکتے ہیں۔

نرخ کی خرابی کے اسباب

یاد رکھنا چاہئے کہ نرخ کی خرابی کے اسباب میں دو بڑے سبب گاہک کی کمی یا جنس کی فراوانی ہوتے ہیں۔ یعنی یا تو چیز اس لئے سستی ہو جاتی ہے کہ اس کے گاہک کم ہوتے ہیں یا اس لئے سستی ہو جاتی ہے کہ گاہکوں کی ضرورت سے زیادہ اس کی پیداوار ہو جاتی ہے۔ اگر ان دونوں اسباب میں سے ایک سبب بھی پیدا ہو جائے تو زمینداروں کی مالی حالت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے زمینداروں کو ان دونوں مصیبتوں سے ایک ہی وقت میں پالا پڑا ہوا ہے۔ یعنی خریدار کی کمی بھی ان کی مالی حالت کو نقصان پہنچا رہی ہے اور پیداوار کی زیادتی بھی۔

خریداروں کی کمی کی وجہ

خریداروں کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے چند سال سے ہندوستان نے انگلستان کا مال خریدنا بند کر دیا ہے اور اس وجہ سے انگلستان کے بنکوں کا قرضہ ہندوستان کے بنکوں کے نام تھوڑا ہو گیا ہے۔ شاید عام زمیندار اس بات سے واقف نہ ہوں کہ ایک ملک کے لوگ جب دوسرے ملک سے کوئی چیز خریدتے ہیں تو وہاں سے روپیہ نہیں جاتا بلکہ اس مال کی خریداری صرف ہُنڈیوں پر ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہندوستان کا کوئی تاجر ایک کروڑ روپیہ کا کپڑا انگلستان سے خریدے تو وہ ایک کروڑ روپیہ انگلستان نہیں بھیجے گا بلکہ جب وہ مال ہندوستان پہنچے گا تو وہ شخص ایک کروڑ روپیہ یہاں کے کسی بنک کو اس مال کے بدلے میں ادا کر دے گا اور وہ بنک اپنی انگلستان کی شاخ کو ایک کروڑ روپیہ ادا کرنے کی چِٹھی لکھ دے گا اور اس طرح ہندوستان کی شاخ انگلستان کی شاخ کی ایک کروڑ روپیہ کی مقروض ہو جائے گی اور اس روپے کے بدلے میں انگلستان ایک کروڑ روپیہ تک کا مال ہندوستان سے خرید سکے گا اور اس طرح دونوں طرف کے قرضے ادا ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ہندوستان انگلستان سے مال خریدنا بند کر دے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ انگلستان کے بنکوں کی ہندوستان کے بنکوں کے ذمہ کوئی رقم نہیں ہو گی۔ پس جب انگلستان کا روپیہ ہندوستان میں نہ ہو گا تو وہاں کے لوگ یہاں سے بھی مال خریدنے سے گریز کریں گے۔ کیونکہ اس صورت میں انہیں بجائے حساب فہمی کے نقد روپیہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور یہ امر ملک کی اقتصادی حالت کے لئے نہایت مُضر سمجھا جاتا ہے اور نسبتاً مہنگا پڑتا ہے۔

پس انگریزی مال کے بائیکاٹ کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ انگلستان نے ہندوستان سے مال

خریدنا کم کر دیا اور اس طرح گاہکوں میں کمی آگئی اور غلّے اور کپاس کو نقصان پہنچا۔ کھانے والے اب بھی وہی موجود ہیں۔ دنیا کی آبادی کم نہیں ہو گئی۔ فرق یہ پڑا ہے کہ وہ انگلستان جو پہلے ہندوستان سے زیادہ مال خرید تا تھا اب وہ آسٹریلیا' کینیڈا اور دوسری امریکن حکومتوں سے مال خریدتا ہے کیونکہ وہ ملک باہمی سمجھوتے کے ماتحت انگلستان سے مال خریدتے ہیں اور جبکہ انگلستان کی ضرورتیں ان ملکوں سے پوری ہو جاتی ہیں تو اسے ہندوستان سے پہلے کے برابر اجناس خریدنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اجناس کی زیادتی کی وجہ سے نقصان

دوسرا نقصان ہندوستان کی اقتصادی حالت کو اجناس کی زیادتی کی وجہ سے ہوا اس کے دو اسباب ہیں۔ اول یہ کہ جب جنگ عظیم کے دوران میں بہت سی اقوام نے یہ محسوس کیا کہ اگر کسی وقت کوئی زبردست بحری بیڑا ان کے تعلقات کو دوسرے ممالک سے قطع کر دے تو وہ نہایت سخت مشکلات میں پڑ جائیں گے اور ان کے ملک کے لئے کافی غلّہ مہیا نہیں ہو سکے گا۔ اس احساس کے اثر کے نیچے وہ ممالک جو صرف صنعت و حرفت کی طرف توجہ کرتے تھے اور غلّہ پیدا کرنے کی طرف ان کی بہت کم توجہ تھی' انہوں نے بھی اپنے ملک میں زراعت پر زور دینا شروع کیا تاکہ اگر آئندہ کسی جنگ میں ان کا محاصرہ بھی کر لیا جائے تو بھی انہیں کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے ممالک جس قدر غلّہ پہلے دوسرے ممالک سے منگواتے تھے اس قدر غلّہ منگوانے کی انہیں حاجت نہ رہی۔

روس میں غلّہ کی افراط

دوسرا سبب اجناس کی زیادتی کا یہ پیدا ہو گیا ہے کہ روس کے ملک میں ایک ایسی حکومت قائم ہے جس نے سب زمینداروں کی زمینیں لے کر سرکاری ملکیّت قرار دے دی ہیں۔ ہر زمیندار کے پاس اتنی ہی زمین رکھی جاتی ہے جتنی وہ خود کاشت کر سکتا ہے اور کسی زمیندار کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے بوئے بلکہ گورنمنٹ بتاتی ہے کہ زمیندار کیا بوئیں اور کیا نہ بوئیں۔ گورنمنٹ نے مختلف تجربوں کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ کس علاقے میں کون سی چیز اچھی ہو سکتی ہے۔ اس علم کے ماتحت وہ زمینداروں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ صرف وہی چیز بوئیں جو گورنمنٹ کے نزدیک اس علاقے کیلئے مناسب ہے جب غلّہ پیدا ہو جاتا ہے تو زمینداروں کو اس کے کھانے کے مطابق غلّہ ملتا ہے۔ باقی ضرورتوں کے لئے گورنمنٹ خود انتظام کرتی ہے۔ یعنی کپڑے جوتی

وغیرہ دورانِ سال میں خود مہیا کر کے دیتی ہے۔ اس طرح اجتماعی کاشت کے ذریعہ سے روس میں گیہوں کی پیداوار بہت بڑھالی گئی ہے اور ایک دو سال میں کپاس کی پیداوار بھی اسی طرح بڑھا لینے کا اعلان کیا گیا ہے۔

چونکہ روس کی آبادی اتنا غلّہ نہیں خرچ کر سکتی جتنا کہ ملک میں پیدا ہونے لگ گیا ہے اس لئے کئی کروڑ من غلّہ جو بچ گیا ہے وہ نہایت سستے داموں پر باہر فروخت کیا جا رہا ہے۔ پچھلے سال پندرہ آنے من تک سستا گیا ہے فروخت ہوا ہے۔ اور اس سال اس سے بھی شاید سستا ہو۔ یہ زیادتی اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ روس کی حکومت نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تاکہ اس سے دوسرے ملک کے زمینداروں کو نقصان پہنچے اور ان میں بغاوت پیدا ہو کر وہ کمزور ہو جائیں۔ سوائے روس کے اس قسم کی سکیم پر کوئی اور حکومت عمل نہیں کر سکتی کیونکہ وہاں سب زمین حکومت کی ہے اور وہ زمینداروں کو مجبور کر کے جس طرح چاہے کام لے سکتی ہے۔ پھر چونکہ حکومت زمینداروں کو روٹی کپڑا دے دیتی ہے وہ غلّہ کا بھاؤ گرنے پر کوئی اعتراض بھی نہیں کر سکتے۔ دوسرے ممالک میں چونکہ یہ انتظام نہیں ہے وہاں کے زمینداروں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ہندوستانی سکہ کی گراں قیمت

تیسرا سبب جو اس وقت ہندوستان کی اقتصادی حالت کی خرابی کا موجب ہے وہ ہمارے سکہ کی قیمت ہے۔ گورنمنٹ نے روپیہ کی قیمت بڑھا دی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بیرونی ممالک کو اپنے سکے کے مقابلہ میں ہندوستان کا روپیہ کم ملتا ہے اور اس وجہ سے ہندوستان میں غلہ یا کپاس خریدنا ان کو مہنگا پڑتا ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ جس ملک کے سکّے کی قیمت گراں ہو جائے اس ملک کا مال باہر کم جاتا ہے اور جب سکّہ کی قیمت گر جائے تو وہاں کا مال باہر زیادہ جاتا ہے۔ چنانچہ جنگ عظیم کے بعد جرمن حکومت نے جان بوجھ کر اپنے سکّے کی قیمت اتنی گرا دی تھی کہ باہر کے ملکوں کو باقی ممالک کی نسبت جرمن کی چیزیں بہت سستی پڑنے لگ گئی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہر سے بہت آرڈر جرمن میں جانے لگ گئے اور جرمن کے کارخانے جلد ہی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ فرانس اور اٹلی نے بھی ایک حد تک اسی ترکیب سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اب اگر ہندوستان کا روپیہ سستا ہو جائے تو گیہوں کے ریٹ بھی کسی قدر زیادہ ہو سکتے ہیں اور باوجود اس کے باہر سے آرڈر بھی زیادہ آ سکتے ہیں۔

بائیکاٹ دو دھاری تلوار ہے

یہ تو عارضی اسباب میں سے بعض ہیں جو اِس وقت ہندوستان کی حالت کو خراب کر رہے ہیں۔ چونکہ بائیکاٹ ایک سیاسی سوال ہے میں اس کے متعلق زیادہ تفصیل سے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جاپان کی اقتصادی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور وہاں کے باشندوں میں سے ایک حصہ نے زور دینا شروع کیا تھا کہ باہر کے ممالک کی چیزیں خریدنی بند کر دی جائیں اس طرح ہمارا روپیہ محفوظ رہے گا۔ لیکن جاپانی وزیر مالیہ نے جن کے حُبّ وطن کے جذبہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور جو جاپانی ہی ہیں غیر ملکی نہیں 'ان لوگوں کے جواب میں یہ کہا تھا کہ بائیکاٹ دو دھاری تلوار ہوتی ہے۔ وہ انہی لوگوں کو نہیں کاٹتی جن کے خلاف تم اسے چلاتے ہو بلکہ ساتھ ہی تمہارا نقصان بھی کرتی ہے۔ اور یہ جواب نہایت ہی صحیح ہے۔

پس یہ میں نہیں کہتا کہ سودا خریدا جائے یا نہ خریدا جائے۔ لیکن میں اس قدر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہم غیر ملکی سودا خریدنے کے لئے تیار نہیں تو ہمیں اس بات کے لئے بھی تیار ہو جانا چاہئے کہ ہماری اجناس کے خریدار بھی ضرور کم ہو جائیں گے۔ پس اگر ہم غیر ملکی چیزوں کے بائیکاٹ کا فیصلہ کر دیں تو ہمیں ایک عرصہ تک زمینداروں کی اقتصادی حالت کے بگڑے رہنے کو بھی قبول کر لینا چاہئے۔

دوسرا موجب جو اجناس کی زیادتی کا ہے اس کے ایک حصے کا تو ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ یعنی ممالک جو اپنی ضرورتوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے ملک میں پورا کرنا چاہتے ہیں ان کو ہم اس فعل سے نہیں روک سکتے۔

کیا روسی حکومت کا طریق اختیار کیا جائے

ہاں روسی حکومت کا فعل سرا سر اور محض سیاسی اغراض سے وابستہ ہے۔ اس کا علاج دو ہی طرح ہو سکتا ہے۔ یا تو یہ کہ دوسرے ممالک کے لوگ بھی روسی انتظام کو قبول کریں۔ یعنی سب زمیندار اپنے حقوقِ ملکیت ترک کر دیں۔ زمین کو نئے سرے سے برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور کاشت کا اختیار زمینداروں کے قبضہ میں نہ رہے بلکہ حکومت کے ہاتھ میں ہو۔ حکومت جس چیز کی چاہے کاشت کرائے اور زمینداروں کو کھانا کپڑا دینے کی ذمہ وار ہو۔ ممکن ہے کہ ان ممالک کے لوگ جہاں کی زمین صرف چند بڑے بڑے زمینداروں کے قبضے میں ہے اس قسم کی تبدیلی کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیں لیکن پنجاب جس کی زمینیں

پہلے ہی تقسیم شدہ ہیں اور آبادی کا زیادہ حصہ زمیندارہ پر گزارہ کرتا ہے۔ وہاں کے زمیندار تو میں سمجھتا ہوں کبھی بھی اس سکیم پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ پس یہ علاج تو ہمارے ملک کیلئے کافی نہیں ہو سکتا۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ تمام ممالک اس بات کا فیصلہ کرلیں کہ روسی پیداوار ان کے ملک میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر دنیا کی تمام یا اکثر حکومتیں اس بات پر اتفاق کرلیں تو موجودہ تباہی کا بہت کچھ علاج ہو سکتا ہے۔ پس میرے نزدیک اگر ہم اس مصیبت کو دور کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں گورنمنٹ پر زور دینا چاہئے کہ وہ دوسری گورنمنٹوں سے مل کر یا تو روس کے غلے کی پیداوار کو محدود کرائے یا سب مل کر اس بات پر اتفاق کرلیں کہ روسی اجناس اپنے ملک میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اگر اس قسم کی کوئی تدبیر نہ کی گئی اور دوسری طرف روس میں بھی زمینداروں کی بغاوت کامیاب نہ ہوئی جو کہ روسی حکومت کے موجودہ قوانین کے سخت مخالف ہیں تو پھر دنیا کے زمیندار ایک لمبے عرصہ تک مشکلات میں مبتلا رہیں گے۔

پونڈ کی قیمت بڑھادی جائے

تیسرا عارضی سبب جو اس وقت ہندوستان کی اقتصادی حالت پر اثر ڈال رہا ہے اس کا علاج بھی یہی ہے کہ ہم سب لوگ مل کر حکومت پر زور دیں کہ وہ اپنی اس پالیسی کو بدل دے کہ پونڈ کی قیمت ساڑھے تیرہ روپے رہے بلکہ جس طرح پہلے ہوتا تھا وہ پونڈ کی قیمت پندرہ روپے کر دے۔ اس طرح ہندوستان کو گاہک زیادہ مل جائیں گے اور اجناس کی قیمت بڑھ جائے گی۔

ریلوے کرائے کم کردے

زمینداروں کی اقتصادی حالت کے درست ہونے کا ایک عارضی ذریعہ یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ ریلوے کے کرائے گرا دے اور جیسا کہ بعض دوسری گورنمنٹیں کرتی ہیں، جہازوں کو امداد دے کر ان کے کرائے بھی گروادے۔ اس صورت میں بھی ہندوستان کو غلّے کے گاہک زیادہ مل جائیں گے اور قیمت بڑھ جائے گی۔

پس ہمیں ان امور کے متعلق بھی گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہئے۔ بظاہر گورنمنٹ پر یہ ایک بہت بڑا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن عملاً اس صورت کو اختیار کرنے پر یہ بوجھ بہت کم ہو جائے گا کیونکہ غلّہ کی قیمت فوراً بڑھ جائے گی اور گورنمنٹ کو معاملے میں اتنی تخفیف کی ضرورت نہ رہے گی جتنی کہ موجودہ حالات میں ہے اور اس میں کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ

معاملے میں تخفیف کر کے زمینداروں کی تکلیف دور کرنے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں کہ غلّے کی قیمت بڑھ جائے اور غلے کی منڈیوں پر ہندوستان کا قبضہ قائم رہے۔

زمینداروں کے نقصان کے مستقل اسباب

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں یہ عارضی اسباب اور عارضی علاج ہے۔ ان کے علاوہ بعض مستقل اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہندوستان کے زمیندار خصوصیت کے ساتھ نقصان اُٹھا رہے ہیں اور جب تک ہم ان اسباب کا علاج نہیں کریں گے اس وقت تک ہندوستان کے زمینداروں کی اقتصادی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ ہمارے ملک کی بہت بڑی بد قسمتی ہو گی اگر ہمارا زمیندار طبقہ موجودہ عارضی مشکلات کو دور کر کے پھر غافل ہو جائے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ آج ایک چھوٹی تباہی سے بچ کر آج سے دس سال بعد ایک بہت بڑی تباہی میں مبتلا ہو جائے گا۔ پس میں ان اسباب کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں جو اسباب کہ مستقل طور پر ہندوستان کی اقتصادی حالت کو خراب کر رہے ہیں۔

پہلا سبب

پہلا سبب تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کی زمینوں کی پیداوار اجتماعی کوشش سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مختلف زمینداروں کے قبضے میں ہیں جس کی وجہ سے مشینوں سے کاشت کا کام نہیں لیا جا سکتا۔ عُمدہ آلات استعمال نہیں کئے جا سکتے اور ملک کی آبادی کا بہت سا حصہ ایسی زمینوں کے ساتھ چمٹا بیٹھا ہے جو اس کے گزارہ کے لئے کافی نہیں ہیں۔ میں چونکہ اس وقت نہری آبادی کے زمینداروں کو مخاطب کر رہا ہوں میں اس تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا کہ کس طرح غیر نہری علاقوں میں چند گھماؤں بلکہ چند کنال زمین کے اوپر لاکھوں خاندان گزارہ کر رہے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ زمینداروں کی اولاد ہیں اور صرف اس وجہ سے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے باپ دادے کے ترکے کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔نتیجہ یہ ہورہا ہے کہ لاکھوں خاندان پنجاب کے جن کی مجموعی تعداد ۲۵۔۳۰ لاکھ سے کسی صورت میں کم نہیں اپنی طاقت کو بالکل ضائع کر رہے ہیں اور خشک تھنوں سے دودھ دوہنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی مقبوضہ زمینیں کسی صورت میں بھی ان کے لئے گزارہ کا موجب نہیں بن سکتیں۔ پس وہ قرض لینے پر مجبور ہیں اور اس قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں۔ اتنے بڑے گروہ کو جو قرض لینے پر مجبور ہے قرض لیتے ہوئے دیکھ کر ان کے ہمسائے بھی معمولی معمولی ضرورتوں پر قرض لینے لگ جاتے ہیں۔ وہ نہیں دیکھتے کہ ہمارا

ہمسایہ قرض لینے پر مجبور ہے وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ بھی زمیندار ہے اور ہم بھی زمیندار ہیں۔ غرض اس طرح ملک روز بروز تباہی کے گہرے گڑھے میں گرتا جاتا ہے۔

میں خود اوپر لکھ چکا ہوں کہ پنجاب میں روس والی سکیم جاری نہیں کی جا سکتی لیکن ہم اس امر کا بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ہمارا موجودہ طریق بھی ہمیں تباہی سے بچا نہیں سکتا۔ پس اگر ہمارا ملک تباہی سے بچنا چاہتا ہے تو ہمیں روس کی سکیم اور ہمارے موجودہ دستور العمل کے درمیان میں کوئی سکیم ایجاد کرنی پڑے گی اور اگر ہمارے ملک کے زمیندار ایسا نہیں کریں گے تو آج نہیں تو کل ان کی اولادیں بھیک مانگنے پر مجبور ہوں گی۔ لیکن جس آبادی کا ایک معتدبہ حصہ بھیک مانگنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو وہاں بھیک دینے والے کہاں سے آئیں گے؟

زمینداروں کی کمپنی

جنوبی امریکہ میں ان دونوں طریق کے درمیان میں ایک سکیم پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ زمین تو ہر زمیندار کی سمجھی جاتی ہے لیکن سارے گاؤں کے زمیندار مل کر ایک کمپنی بنا لیتے ہیں۔ جس کا حصہ بجائے روپیہ کی صورت میں ادا کرنے کے زمین کی صورت میں ادا کرتے ہیں۔ چونکہ ایک بڑا ٹکڑا زمین کا اکٹھا مل جاتا ہے۔ اس کی کاشت مشترکہ کوشش کے ساتھ کی جاتی ہے اور نتائج قریباً ویسے ہی پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ روس میں ہو رہے ہیں مگر زمیندار اپنی زمین سے بھی محروم نہیں رہتا اور ہر ایک زمیندار کو اس کے مطابق حصہ مل جاتا ہے۔

میں یہ جانتا ہوں کہ اس قسم کی سکیم پر پنجاب کے زمینداروں کے لئے عمل کرنا اس وقت تک مشکل ہے جب تک کہ کوئی قیامت خیز تغیر پیدا نہ ہو جائے۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ ہم کو فوراً یہ طریق اختیار کر لینا چاہئے جو کچھ میں کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس طریق پر اب ہماری زمینوں کی کاشت ہو رہی ہے۔ اس طرح زمینداروں کا گزارہ بالکل نہیں چل سکتا اور جس قدر آدمی اس وقت زمین سے گزارہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس قدر آدمیوں کا گزارہ پنجاب کی زمین سے نہیں ہو سکتا۔ پس ہمیں کوئی ایسی درمیانی راہ نکالنی چاہئے کہ جس کے ذریعہ سے زمینداروں کی حالت درست ہو سکے خواہ وہ جنوبی امریکہ والی تجویز ہو یا کوئی اور۔

زمیندارہ انجمن بنائی جائے

میرے نزدیک بہتر صورت یہ ہوگی کہ ایک زمیندارہ انجمن مستقل اصول پر بنائی جائے جس کا کام یہ ہو کہ وہ وقتاً فوقتاً

اجلاس کر کے زمینداروں کی مشکلات پر غور کرے اور ان کے علاج نکالے اور جن تدبیروں پر ملک کا اکثر حصہ اتفاق کرے ان پر عمل کرنا شروع کر دیا جائے۔ اگر زمینداروں کے بچے آج سے ایک یا دو پشت کے بعد زمیندارہ چھوڑ کر دوسرے کام پر مجبور ہوں گے تو کیوں دو نسلوں کو تباہ ہونے دیا جائے‘ کیوں نہ آج ہی سے اپنی اصلاح کی فکر کی جائے۔

دوسرا سبب

دوسرا مستقل سبب جو ہمارے ملک کی اقتصادی حالت کو خراب کرنے کا موجب ہے یہ ہے کہ حکومت پیداوار پر نہیں بلکہ زمین پر اور پیداوار کے مطابق نہیں بلکہ مقررہ رقم کی صورت میں معاملہ لیتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چھوٹے زمیندار بالعموم معاملہ دینے کی بھی توفیق نہیں پاتے۔ اگر پیداوار کے مطابق معاملہ ہوتا تو آج کسی عارضی انتظام کیلئے کسی زمیندارہ کانفرنس کی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر دس روپے کی کاشت زمیندار کرتا تو گورنمنٹ اس میں سے اڑہائی روپیہ لے لیتی۔ مگر موجودہ صورت میں تو بعض جگہ پر گورنمنٹ کا آبیانہ اور معاملہ پیداوار سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ زمیندار اب خود کہاں سے کھائے اور اپنے بیوی بچوں کو کہاں سے کھلائے۔

گورنمنٹ کیا کرے

پس ہمیں گورنمنٹ کے سامنے یہ سوال پیش کرنا چاہئے کہ دو تجویزوں میں سے ایک کو وہ اختیار کرے۔ یا تو وہ یہ کرے کہ معاملہ مقرر نہ ہو بلکہ پیداوار کی قیمت کے لحاظ سے اس کی ہر سال تعیین ہوا کرے۔ یعنی بٹائی کے اصول کے مطابق اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تو پھر اس کو یہ چاہئے کہ معاملہ زمین کی پیداوار کے مطابق نہ ہو بلکہ پہلے ہر زمیندار کو اس کے کھانے پینے کے لئے ایک حصہ زمین کا چھوڑ دیا جائے۔ مثلاً یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ اوسطاً ایک خاندان کے گزارہ کے لئے دس ایکٹر زمین کی ضرورت ہے پس جو زمیندار دس ایکٹر سے کم زمین پر کاشت کر رہے ہیں ان سے کسی قسم کا کوئی معاملہ وصول نہ کیا جائے۔ جن زمینداروں کی کاشت اس سے زیادہ ہو ان کی زمین میں سے دس ایکٹر زمین پر کوئی معاملہ نہ ہو اس سے زائد پر پھر معاملہ لیا جائے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ دس ایکٹر میرے نزدیک صحیح اندازہ ہے۔ میں نے صرف اس کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہو گا کہ ہم نصف مربع زمین کے لئے مطالبہ کریں کہ وہ زمیندار کے گزارے کے لئے چھوڑ دیا جائے جو اس سے زائد زمین ہو اس پر معاملہ لیا جائے۔ کوئی وجہ نہیں کہ جب گورنمنٹ تاجر کی آمد میں سے ایک حصہ بغیر انکم ٹیکس کے چھوڑ دیتی ہے اور

صرف دو ہزار روپیہ سے زائد آمد والے روپیہ والوں پر ٹیکس لگاتی ہے تو کیوں زمینداروں کے لئے وہی صورت بہم نہ پہنچائی جائے۔ جب تک ہم اس قسم کی کوئی سکیم گورنمنٹ سے منظور کرانے میں کامیاب نہیں ہوں گے، زمیندار مستقل طور پر اقتصادی تباہی سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔

تیسرا سبب تیسرا سبب جو ہمارے ملک کے زمینداروں کی اقتصادی خرابی کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ زمیندار حساب نہیں رکھتے۔ وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ فلاں فلاں ضرورت ہمارے سامنے پیش آئی ہے اور اس کو ہم نے پورا کرنا ہے اور اس امر کے متعلق خیال نہیں کرتے کہ وہ ضرورتیں پوری انہوں نے کہاں سے کرنی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک سال ان کو دس ہزار کی آمدن ہوتی ہے تو اس کو وہ اسی سال خرچ کر دیتے ہیں اور دوسرے سال اگر انہیں ایک ہزار روپیہ آمدن ہوتی ہے تو وہ اپنی باقی پیش آمدہ ضرورتوں کے لئے قرض لے لیتے ہیں۔ حالانکہ صحیح طریق زندگی بسر کرنے کا یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ اپنی پانچ سات سالہ حقیقی آمد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اوسط آمد کا اندازہ نکال لیتے۔ اسی طرح وہ اپنی ضرورتوں میں اپنی مستقل اور عارضی ضرورتوں کو ملحوظ رکھ کر اپنا ایک اوسط خرچ نکال لیتے۔ اس صورت میں وہ آسانی کے ساتھ اپنے خرچ کو اپنی آمد کے ماتحت لا سکتے تھے لیکن زمینداروں میں سے غالباً ایک بھی ایسا نہیں کرتا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ قریباً ہر ایک زمیندار مقروض ہے۔

عجیب بات ہے کہ مزدوروں میں سے اتنے مقروض نہیں نکلیں گے جتنے زمینداروں میں مقروض نکلیں گے۔ حالانکہ ہمارے ملک کے مزدور بھی بہت کم مزدوری پاتے ہیں۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ مزدور کو اپنی مزدوری کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ اپنے خرچ کو اپنی آمد کے نیچے رکھتا ہے۔ لیکن زمیندار کو اپنی آمد کا اندازہ معلوم نہیں ہوتا پس جو زمیندار کہ اپنے خرچ کو اپنی آمد کے مطابق رکھ سکتا ہے وہ بھی ایسا نہیں کرتا اور مقروض رہتا ہے۔

پس اگر ہمارے ملک کے زمیندار آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنی اوسط آمدنی نکالیں اس اوسط آمدن کے ماتحت اپنے اخراجات رکھیں اور اخراجات میں شادی، بیاہ، بیماری وغیرہ کے اخراجات کو بھی شامل کرلیں کیونکہ جس سال شادی یا بیاہ کا موقع پیش آئے گا اس سال ان کی فصل خاص طور پر زیادہ نہیں ہو جائے گی اور یہ بھی مدنظر رکھیں

کہ جس سال ان کی فصل زیادہ ہو جائے وہ ان کی آمد کی زیادتی نہیں کیونکہ بعض سال ان کی عمر میں ایسے بھی آئیں گے جن میں ان کی فصل کم ہو گی۔ پس اوسط آمدن سے زائد آمدن کسی سال میں ہو جائے تو اس کو خرچ نہیں کرنا چاہئے۔ وہ تو کم پیداوار والے سالوں کی تکلیف دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔

زمیندار کیا طریقِ عمل اختیار کریں

الغرض زمینداروں کو چاہئے کہ اول اپنی اوسط آمد نکالیں۔ دوم اپنا اوسط خرچ نکالیں اور اس خرچ میں اپنے عارضی اخراجات شادی بیاہ وغیرہ بھی شامل کرلیں۔ سوم اگر کسی سال اوسط آمد سے زائد آمد ہو جائے تو اسے بالکل نہ چھوئیں کیونکہ وہ صرف کم آمد والے سالوں کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ چہارم چونکہ اپنے پاس رقم جمع کرنی مشکل ہوتی ہے وہ ایسی سوسائٹیاں بنائیں جن میں وہ ہر سال اپنی آمد کا وہ حصہ جو انہوں نے شادی بیاہ وغیرہ کی قسم کے وقتی اخراجات کے لئے مقرر کیا ہے جمع کراتے رہیں۔ جب ایسی ضرورتیں پیش آئیں اس وقت وہاں سے رقم نکلوا کر اس کو خرچ کرلیں۔ یا اس قسم کی سوسائٹیاں بنائیں جن کے ممبر اپنے اپنے طبقے کے مطابق ایک رقم مقرر کرلیا کریں۔ مثلاً یہ کہ اس سوسائٹی کا ہر ممبر دوسرے ممبر کی شادی وغیرہ کی تقریبوں پر پانچ پانچ یا دس دس روپے دیا کرے گا۔ اس طرز پر بھی اس مشکل کا حل ہو سکتا ہے اور زمیندار قرض سے بچ سکتے ہیں۔

ہمارے ملک میں اس سے پہلے اسی قسم کی تجویز پر عمل کیا جاتا رہا ہے جسے اردو میں نیوتا اور پنجابی میں نیوندرا کہتے ہیں لیکن اس کی بنیاد رشتہ داری یا دوستی پر ہے مالی حیثیت پر نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب رشتہ دار یا برباد ہو جاتے ہیں یا ذلیل ہو جاتے ہیں۔ وہ رسم ترک کرنے کے قابل ہے۔ اس مشکل کا حل رشتہ داروں کا نیوتا نہیں بلکہ ایک حیثیت کے آدمیوں کا اقتصادی سوسائٹیاں بنانا ہے۔ چونکہ سب لوگ اس میں ایک ہی قسم کی حیثیت کے ہوں گے اور امداد مقرر ہو گی۔ اس لئے کسی پر نہ زائد بوجھ پڑے گا اور نہ اسے اپنے ہم جنسوں میں شرمندہ ہونا پڑے گا۔

چوتھا سبب

چوتھا سبب جو ہندوستان کے زمینداروں کو مستقل طور پر اقتصادی نقصان پہنچا رہا ہے وہ بدرسومات ہیں جن کی وجہ سے اپنی طاقت سے زیادہ انہیں روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

میں نے اپنے مضمون کی ابتداء میں یہ کہا تھا کہ یہ رسوم ہی زمینداروں کی تباہی کا موجب نہیں اس کے یہ معنی نہ تھے کہ رسوم کا زمینداروں کی تباہی میں کچھ دخل نہیں، بلکہ یہ مطلب تھا کہ صرف یہی سبب ان کی تباہی کا نہیں ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سبب بھی بہت کچھ زمینداروں کی تباہی کا موجب ہو رہا ہے۔ پس زمینداروں کو ایسی انجمنیں بھی بنانی چاہئیں جن کے ذریعہ سے بد رسوم کو مٹایا جائے اور شادی بیاہ کے اخراجات کم کئے جائیں۔ ان رسوم کے مٹانے سے بھی زمینداروں کی اقتصادی حالت بہت کچھ درست ہو سکتی ہے۔

زمینداروں کی تباہی کا سب سے بڑا سبب

سب سے آخر میں میں اس سبب کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو سب سے زیادہ زمینداروں کی اخلاقی اور اقتصادی حالت کی تباہی کا موجب ہو رہا ہے جو یہ ہے کہ زمیندار اس قدر قرض کے نیچے دبے ہوئے ہیں کہ وہ پیداوار سے اس کا سود بھی پوری طرح ادا نہیں کر سکتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت زمینداروں پر ایک ارب تیئس کروڑ روپیہ کا قرض ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ قریباً ڈیڑھ کروڑ ایکڑ زمین فروخت کر کے اس قرض کو ادا کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں پنجاب کی صحیح طور پر قابلِ کاشت زمین اس سے کم ہی ہو گی۔ پس گو بظاہر زمیندار اپنی زمینوں کے مالک نظر آتے ہیں لیکن اگر انہیں اپنے قرض ادا کرنے پر مجبور کیا جائے تو وہ اپنی سب زمینیں فروخت کر کے بھی مقروض کے مقروض ہی رہیں گے۔ موجودہ حالات میں یہ قرض کسی طرح دور نہیں ہو سکتا بلکہ برابر بڑھتا چلا جائے گا اور کچھ عرصہ کے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ زمیندار اپنی تمام زمینیں فروخت کر کے ایک سال کا سود بھی ادا نہیں کر سکیں گے۔

یہ صورتِ حالات ایسی تشویشناک ہے کہ موجودہ غلّے کی ارزانی اس کے مقابلہ میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر کیا تعجب کی بات نہیں کہ ہمارے سمجھ دار زمیندار کہ جن کے دماغوں کے متعلق یورپ کے سیاح یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ دنیا کے بہترین دماغوں کے مشابہ ہیں، اس خطرناک تباہی کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کرتے اور انہیں کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ وہ سود خوروں کے ہاتھوں میں بھینسوں کی طرح ہیں۔ جن کا کام محض یہ ہے کہ وہ دودھ تو انہیں دیں اور خود صرف بھوسہ پر گزارہ کریں بلکہ بعض حالات میں بھینسوں

کی بھی حالت ان سے اچھی ہوتی ہے۔ کیونکہ بھینسیں عام طور پر زمینداروں کے ہاتھ میں ہوتی ہیں جو تکلیف کے وقت میں اپنے آپ کو تکلیف دیتا ہے' اپنے جانور کو تکلیف نہیں دیتا۔ لیکن زمینداروں کی جان جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ ایسے سنگدل ہیں کہ زمیندار کی موت اور اس کی ہلاکت کا ان کو کوئی بھی احساس نہیں۔ پس جب تک اس مصیبت کا علاج نہ کیا گیا زمینداروں کی سب کوششیں لغو اور برباد جائیں گی۔

سودی قرض کی مصیبت کا علاج

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس مصیبت کا علاج ہو سکتا ہے اور اگر زمیندار متفق ہو جائیں تو بہت جلد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ لوگ اپنے اردگرد کے مقروضوں کی فہرستیں بنائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اکثر لوگوں نے سو روپیہ کی بجائے پانچ پانچ سو روپیہ ادا کیا اور پھر بھی ان کے قرضے ادا نہیں ہوئے۔ یہ قرض نہیں یہ قتل ہے جس کو کوئی انسان جائز قرار نہیں دے سکتا۔

پس ضروری ہے کہ تمام کے تمام زمیندار متفق ہو کر یہ فیصلہ کرلیں کہ چونکہ سود خوار لوگوں کے موجودہ قرض نہایت ہی ظالمانہ شرائط پر دیئے گئے ہیں اور زمیندار کی مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دیئے گئے ہیں اس لئے جو شخص اپنے قرض سے دوگنا ادا کر چکا ہے وہ اپنے آپ کو قرض سے سبکدوش سمجھ لے۔ آدھی ادائیگی اصل کی ادائیگی سمجھی جائے اور آدھی ادائیگی سود کی ادائیگی سمجھی جائے ایسا شخص کوئی زائد رقم ادا نہ کرے۔ اس تحریک کے جاری کرنے سے پہلے یہ ضروری ہو گا کہ سود خواروں سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کے ہاں سنا گیا ہے کہ خود ایک ایسا قانون موجود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی رقم جب دوگنی ہو جائے تو اس سے زیادہ بڑھانی جائز نہیں۔

اگر ایک تحصیل کے مقروض بھی تیار ہو جائیں

ہاں یہ ضروری ہے کہ اس تحریک کو قانونی اور اخلاقی حد کے اندر رکھنے کے لئے ایک متحدہ اور متفقہ کوشش کی جائے۔ اگر ایک تحصیل کے آدمی بھی اس کام کو کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دائمی غلامی سے بچانے پر آمادہ ہوں تو میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ میں ایسی تفصیلی سکیم ان کے سامنے پیش کر سکتا ہوں جس پر وہ عمل کر کے قرض سے نجات پا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس علاقہ میں وہ تحریک شروع ہو خواہ وہ ایک تحصیل کے برابر ہو مگر اس کے تمام افراد یا اکثر افراد اس پر عمل

کرنے کے لئے تیار ہوں اور عارضی طور پر وہ ہر قسم کی تکالیف اٹھانے پر آمادہ ہو جائیں۔ اگر اس قسم کی کوئی تجویز زمینداروں نے نہ کی تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اور ان کی اولادیں کبھی بھی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتیں۔

آئندہ کیلئے سود کی حد بندی کر دی جائے

پچھلے قرضے کی ادائیگی کے علاوہ آئندہ کے لئے بھی زمینداروں کو گورنمنٹ پر زور دینا چاہئے کہ ۱۲ فیصدی سے زائد کسی صورت میں سود لینے کی اجازت نہ ہو اس سے زائد سود عدالتیں بھی نہ دلوائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رقم بھی بہت زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت تک کوئی حد بندی نہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ فی الحال اس شرح پر اتفاق کر لیا جائے کیونکہ جب تجارتی کمپنیاں رات دن محنت کرنے کے باوجود سات آٹھ فیصدی منافع کو کافی منافع سمجھتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سود خوار کو اس سے زائد کا حق دار قرار دیا جائے۔ منافع تو وہی ہو سکتا ہے جو منافع میں سے ادا کیا جائے۔ اگر تجارت میں فرض کرو کہ دس فیصدی یا پندرہ فیصدی منافع زیادہ سے زیادہ آتا ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ قرض لینے والا پانچ فیصدی سے ساڑھے سات فیصدی تک ہی قرضدار کو ادا کر سکتا ہے کیونکہ منافع کا کچھ حصہ خود اس کے خرچ کے لئے بھی چاہئے۔ اور بارہ فیصدی قرضہ پر ہمیں ماننا پڑے گا کہ ۲۴ فیصدی منافع قرض لینے والے کو آئے لیکن زمیندارہ میں تو پانچ فیصدی سے زائد منافع نہیں آتا۔ اور وہ زمیندار جو پانچ فیصدی خود کماتا ہے بارہ فیصدی سود خوار کو تبھی دے سکتا ہے جب سات فیصدی رقم وہ اپنی جائیداد میں سے ادا کرے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ بارہ فیصدی سالانہ پر قرض لے تو پندرہ سال میں اس کی اصل جائداد بھی سود خوار کے گھر چلی جائے۔ اور جو شرح اس وقت سود خوار لیتے ہیں وہ تو اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ اگر زمیندار اپنی جائیداد کے مطابق قرض لے تو تین چار سال تک اس کی جائیداد صرف سود کی ادائیگی میں خرچ ہو جاتی ہے۔

پس جہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے پچھلے قرضوں کا فیصلہ کر لیا جائے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ گورنمنٹ پر زور دے کر آئندہ سود کی شرح بھی مقرر کرالی جائے۔ جو زیادہ سے زیادہ ۱۲ فیصدی ہو۔ زور یہی دینا چاہئے کہ اس سے کم ہو۔

زمینداروں کی متفقہ کوشش کی ضرورت

اگر زمیندار متفقہ طور پر کوشش کریں تو اس مطالبہ کو چند مہینوں کے اندر منوا لینا

کچھ مشکل نہیں۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی کو غلاموں سے بدتر حالت میں رکھا جائے اور انسانیت کے تمام حقوق سے اس کو محروم کر دیا جائے اور کوئی حکومت جو انسانی حکومت کہلانے کی مستحق ہو ایسی نہیں ہو سکتی جو اس قسم کے جائز مطالبات کا انکار کرے۔ اور اگر کوئی حکومت اس کا انکار کرے تو وہ ۸۰ فیصدی آبادی جو جائز اور صحیح ذرائع سے ایسے شدید ظلم کا ازالہ نہ کروا سکے یقیناً انسان کہلانے کی مستحق نہیں اور یقیناً اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی گردنیں پکڑ کر دوسرے لوگوں کے حوالے کر دی جائیں تاکہ وہ انہیں ہمیشہ کی غلامی میں رکھیں اور کوئی ذلت ایسی نہیں جو ایسے لوگوں کے لئے بُری ہو کیونکہ وہ خود اپنی موت کو بلاتے ہیں اور وہ خود اپنے لئے رسوائی چاہتے ہیں اور عارضی آرام کے لئے دائمی غلامی کو پسند کرتے ہیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کے زمیندار خواہ مسلمان ہوں، ہندو ہوں، سکھ ہوں، اس خلافِ انسانیت سلوک کی زیادہ برداشت نہیں کریں گے اور متفق ہو کر سود خواروں اور گورنمنٹ کے سامنے اپنے مطالبات پیش کریں گے اور اس وقت تک آرام نہیں لیں گے جب تک وہ اپنے آپ کو اور بیوی بچوں کو غلامی سے آزاد نہ کرا لیں۔

میں نے بیویوں کا لفظ بلاوجہ زائد نہیں کیا۔ پنجاب میں ایسے علاقے موجود ہیں جہاں زمینداروں نے سود کی ادائیگی کی ضمانت میں اپنی بیویوں کو سود خوار بنیوں کے پاس گرو کیا ہوا ہے۔ جو قرض کہ ایک زمیندار جیسی باغیرت قوم سے اس قسم کی حرکت کرا سکتا ہے اب وقت ہے کہ اس قرض کا کُلّی طور پر فیصلہ کر دیا جائے اور وہ فیصلہ ایسے رنگ میں ہونا چاہئے کہ نہ کوئی ہمارا حق مارے اور نہ ہم کسی کا حق ماریں۔

ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے

میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ میرے خیالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور جو باتیں کہ ان میں سے آپ کو صحیح معلوم ہونگی ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ تکالیف باتوں سے دور نہیں ہوتیں بلکہ عمل سے دور ہوتی ہیں۔

اب آپ لوگوں کی تکلیفیں اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ زیادہ دیر لگانا علاج کو ناممکن بنا دینا ہے۔ خدا کرے کہ آپ لوگ وقت کی نزاکت کو سمجھیں اور اس تکلیف دہ زندگی سے جو درحقیقت زندگی کہلانے کی مستحق نہیں اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو بچائیں۔

پوری امداد کا وعدہ میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اور احمدی جماعت کے تمام افراد اپنی طاقت کے مطابق ہر اس جائز کوشش میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں گے جو آپ زمینداروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کریں۔

ہر قسم کی قربانیوں کیلئے تیار رہیں لیکن یاد رکھیں کہ کوئی بڑا مقصد بڑی قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی کو غلامی اور تباہی سے بچانے کی نسبت اور کوئی بڑا کام کیا ہو گا۔ پس اگر آپ لوگ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو آپ لوگوں کو ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ اگر آپ لوگ یہ سمجھیں کہ بغیر کسی قسم کی تبدیلی کے بغیر اپنی پرانی عادتوں اور رسموں کو چھوڑنے کے' بغیر اپنی طرزِ رہائش کو بدلنے کے' بغیر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے کے آپ لوگ کامیابی حاصل کرلیں تو یہ ناممکن ہے اور بالکل ناممکن ہے۔

مگر میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ جن کی بہادری کا ہر میدانِ جنگ شاہد ہے اور جو دوسروں کی جانیں بچانے کے لئے اپنی جانیں قربانی کرتے رہے ہیں اپنے اور اپنی بیوی بچوں کے جائز حقوق کے حصول کے لئے کسی جائز کوشش سے دریغ نہ کریں گے۔